تاریخِ جاپان

قسط نمبر ۳

میجی دور اور مغرب سے رابطے

جاپان کی تنہائی کی پالیسی تقریباً 200 سال تک جاری رہی - تاریخی ریکارڈ کے مطابق، سنہ 1844 میں ہالینڈ کے حکمرانِ وقت ولیم دوئم نے جاپان کو پیغام ارسال کیا کہ وہ اپنے بند دروازے بیرونی دُنیا کیلئے کھول دے ، تاہم اُس وقت کے شوگن (عسکری سربراہ) توکوگاوا نے اِس مطالبے کو مسترد کیا -

تقریباً دس سال بعد سنہ 1853 میں بھاپ سے چلنے والے چار امریکی بحری جہاز ، کموڈور میتھیو پیری کی قیادت میں ایدو کے قریب لنگرانداز ہوئے - جاپان نے اِن جہازوں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا، لیکن پیری نے انکار کیا ، کہ وہ اُس وقت واپس نہیں ہونگے، جب تک وہ شہنشاہِ جاپان کو امریکی صدر کی جانب سے بھیجا گیا مراسلہ نہ پہنچائیں - اِس مراسلے میں دوستی ، تجارت، کوئلے کی فراہمی وغیرہ جیسی نیک خواہشات کا اظہار کیا گیا تھا - امریکی کموڈور نے مراسلہ دینے کے بعد کہا کہ وہ اِس کا جواب وصول کرنے کیلئے ایک سال بعد دوبارہ دورۂ کریں گے - جاپانیوں نے اُس سال کافی غور و خوص کیا کہ وہ باقی دُنیا سے کتنا پیچھے ہیں -

اگلے سال 31 مارچ سنہ 1854 کو کاناگاوا کنونشن کے موقع پر جب میتھیو پیری دوبارہ آیا، تو اُس وقت وہ سات بحری جہازوں کی قیادت کررہا تھا - طرفین کے مابین چھ ہفتوں تک مذاکرات ہوتے رہے، اور بالاخر ایک معاہدۂ امن و دوستی دستخط کیا گیا ، اور یوں سفارتی تعلقات قائم کیے گئے - یہ معاہدہ عام ہونے پر برطانوی، روسی اور ولندیزی بھی مطالبہ کرنے لگے کہ اُن کے ساتھ بھی ایسا ہی معاہدہ کیا جائے - 29 جولائی 1858 کو امریکہ کے ساتھ

Harris Treaty نامی معاہدہ دستخط ہوا، جس میں تجارت کے حوالے سے کئی امور پر اتفاق کیا گیا - تجارت کے پہلے معاہدوں سے جاپان کواپنی غیر مُلکی تجارت اور محصولات کی پالیسوں سے دستبردار ہونا پڑا ، جس کی وجہ سے جاپان کی تجارت عدم توازن کا شکار ہوئی اور حالات مغرب کے حق میں ہوئے ، اور مزید یہ کہ اب غیرمُلکیوں کو علاقائی فوائد کے ساتھ جاپان میں رہنے کا حق حاصل ہوا، اور اُنہیں جاپانی قوانین سے مستثنیٰ قرار دیا گیا - چونکہ سامراجی قوتیں ایشیاء کے زیادہ تر حصے پر اپنے پنجے گاڑ چکی تھیں، اِیسے میں جاپان کا اُن کے نرغے میں آنا فطری بات تھی - توکوگاوا شوگن کا عائد کردہ نظام اب وقت کے تقاضوں کے مطابق نہیں رہا تھا، اور ایک فرسودہ نظام کی شکل اختیار کرکے روبہ زوال ہوا، کیونکہ اِسے عوامی پذیرائی بھی نہیں مل رہی تھی - کچھ جاپانی دانشور مشرقی اخلاقیات اور مغربی سائنس کے امتزاج سے جِدت لانے کی وکالت کرنے لگے -

سمورائی اِس قِسم کے کسی بھی نظریے کی مخالفت کرنے لگے اور اُنہوں نے ، مغربی لوگوں اور مغرب نواز جاپانیوں پر حملے شروع کردئیے - شوگن کی قوت بھی لڑکھڑانے لگی اور اردگرد کے جاگیرداروں سے بغاوت کی بُو آنے لگی - اِس دوران کچھ علاقائی جاگیرداروں نے مغربی جہازوں پر حملے کیے - جواباً مغربی قوتوں نے توپ خانے سے گولہ باری کی، اور یوں جاپانی بحری جہازوں اور جنگی صلاحیت کو ختم کرتے ہوئے برطانیہ کی پہلی فوج 1863 میں Satsuma کے علاقائی دارالحکومت کاگوشیما پر اُتری -

ایک سال بعد یہی سلوک برطانوی ، فرانسیسی ، ولندیزی اور امریکی ٹاسک فورس نے چوشو بندرگاہ پر کیا - شکست کے بعد ساتسُوما اور چوشو کے علاقائی سرداروں نے مغربی قوتوں کے ساتھ دوستانہ روابط بڑھائے - ساتسوما نے اپنی جدید بحریہ تشکیل دی ، جبکہ چوشو نے اپنے کسانوں کو مغربی فوج کی طرز پر تربیت دی اور امریکی خانہ جنگی میں بچ جانے والا اسلحہ خرید لیا - اِن دونوں قوتوں نے سنہ 1866 میں ایک اچھی فوج کی شکل

اختیار کرلی - اِس فوج نے شوگن کی روایتی فوج کا بڑے بھرپور انداز میں مقابلہ کیا اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا -

سنہ 1867 میں ایک پندرہ سالہ شہنشاہ موتسوہیتو نے اقتدار سنبھالا اور اُنہوں نے ساتسوما اور چوشو سمیت جدید معاشرے کے خواہاں سرداروں کی حمایت کی اور نئے شوگن کے خلاف ایک اتحاد تشکیل دیا - اِس اتحاد کے تحت ، شوگن سے مستعفی ہونے اور ایدو کے شمال میں واقع اُن کی جائداد کی ضبطی کا مطالبہ کیا گیا - انکار پر دونوں اطراف سے حملے شروع ہوگئے ، اور جاگیرداروں کی فوجوں نے کیوتو پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا - توکوگاوا کے کئی وفادار بھاگ نکلے اور شوگن کو بیدخل کردیا گیا - برطانوی پیادہ فوج ، شہنشاہِ وقت کو اپنی حفاظت میں لیکرایدو میں واقع شوگن کے قَلعے میں لے گئی -

شہنشاہ موتسوہیتو کے دور کو دورِمیجی (یعنی روشن خیال) دور کہا جاتا ہے - اُن کا دور 45 سالوں پر محیط ہے ، جو سنہ 1867 سے 1912 تک رہا ہے - اِس دور میں جاپان نے ڈرامائی ترقی کی - جاگیرداری پر قائم صدیوں پرانے نظام کو بدلتے ہوئے جاپان کو ایک عالمی طاقت بنا دیا، جو غیر مغربی ثقافت پر مبنی جدید ترقی کی ایک کامیاب مثال بنا - غیر مُلکی ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں ، اور طالب علموں کو اعلی تعلیم کیلئے بیرونِ مُلک بھیجا گیا -

اصلاحات کے تحت ، سنہ 1871 میں جاگیریں ختم کرکے ، پرگنہ اور تعلقہ یعنی جاگیروں کو ریاستی ملکیت گردانا گیا - سمورائی کی پنشن ختم کرکے اُن کے روایتی لباس پہننے اور تلوار لیکر چلنے کو ممنوع قرار دیا گیا - تعلیم کو بڑی اہمیت دی گئی اور نئے سکول تعمیر کیے گئے - رہنمائی کیلئے کئی مغربی اداروں کا سہارا لیا گیا، اور فوج کو جدید خطوط پر استوار کیا گیا اور جن سمورائی نے بغاوت کی کوشش کی، اُنہیں فوج سے شکست دی گئی -

فوجی تربیت کیلئے فرانسیسی مشیر مقرر کیے گئے - قانونی نظام ، پارلیمانی ادارے ، آئین اور

حکومت سازی کیلئے جرمنی ، فرانس اور امریکہ سے استفادہ کیا گیا، اور یہاں تک کہ جاگیرداری اور شوگن کے خاتمے کیلئے مغربی طاقتوں سے براہِ راست مدد لی گئی -

اگرچہ جاپان وہ پہلا ایشیائی مُلک تھا، جس نے مغربی طرز پر جدید معاشرہ قائم کیا تھا، تاہم ، وہ 19 ویں صدی کے جرمنی کی طرح بیک وقت قدامت پسند بھی تھا - مثال کے طور پر تعلیم پر حکومت کو مکمل کنٹرول تھا، اور اِسے ریاست کیلئے اطاعت شعار ملازمین تیار کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا تھا -

پریس کو سختی سے کنٹرول کیا گیا - فوج کو بغیر کسی پس وپیش کے شہنشاہ کی اطاعت کرنی ہوتی تھی - سپاہیوں کو یہی تربیت دی جاتی تھی، کہ میدانِ جنگ میں موت ، سب سے مقدس ہے - شِنتواِزم کو بدھ اِزم اور عیسائیت پر فوقیت دی گئی کیونکہ یہ نہ صرف اصل جاپانی عقائد پر مبنی تھا، بلکہ اِس میں شہنشاہ کی اطاعت پر زور دیا گیا تھا -

جاپان کی سمندر پار جنگیں

طاقت ور فوج کے قیام کے بعد ، مغربی سامراجیت سے جاپان میں بھی توسیع پسندی کا رجحان پھر سے پروان چڑھنے لگا - جاپانی رہنماوں کو جزیرہ نماء کوریا کھٹکتا رہتا تھا - وہ چاہتے تھے، کہ یا تو کوریا مکمل طور ایک آزاد مُلک بن جائے، تاکہ کوئی غیر مُلکی طاقت ، کوریا کے ذریعے جاپان پر حملہ نہ کرسکے اور یا پھر کوریا ، جاپان کے زیر تسلط آجائے - اِس کیلئے ضروری تھا ، کہ جاپانی سرحدوں کو اصل حدود سے کہیں دور تک پھیلا دیا جائے، تاکہ کسی بھی قِسم کے بیرونی حملوں کا باہر مقابلہ کیا جاسکے، اوریوں مُلکی معیشت کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہ آئے - اِس مقصد کے حصول کیلئے پہلا ہدف کوریا بنا - یہ بھی کہاجاتا ہے ، کہ چونکہ کوریا میں کوئلے اور لوہے کے ذخائر تھے اِس لیے جاپان چاھتا تھا، کہ وہ اپنی صنعتی ترقی کیلئے اِن وسائل سے کسی طرح سے استفادہ کرسکے - کوریا اور منچوریا

میں فوجی کاروائی کے سبب ہی پہلی جاپان چین جنگ یکم اگست سنہ 1894 سے 17 اپریل 1895 تک ، چین کے چِن عہدِ حکومت اور میجی جاپان کے مابین لڑی گئی -

اُس دور میں کوریا ، چین کے زیر اثر تھا - لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مختلف سوچ اُبھرنے لگی - کچھ کے خیال میں روایتی انداز سے چین کے ساتھ منسلک رہا جائے، جبکہ کچھ کا موقِف تھا ، کہ جاپان اور مغربی ممالک سے تعلق قائم کیا جائے -

چِن دور حکومت میں ، سلطنتِ برطانیہ کے خلاف لڑی جانے والی جنگِ افیون (1842-1839 اور 1860-1856) اور فرانس کے خلاف جنگ (اگست 1884 سے اپریل 1885تک) سے ، چین کمزور ہوگیا تھا، اور مغربی ممالک کی جانب سے سیاسی مداخلت کو نہ روکا جا سکا - شاید جاپان کیلئے یہ بہترین موقع تھا، کہ وہ جزیرنماء کوریا پر چینی اثرورسوخ کو چیلنج کردے - سنہ 1882 میں کوریا میں قحط آیا - غذائی اجناس کی قلت پیدا ہوئی، حکومت دیوالیہ ہوگئی، قرضوں کی ادائیگی مشکل ہوئی ، اور وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے فوج ڈانواڈول ہونے لگی - اِسی اثناء میں سئیول میں فوجی بغاوت بھڑک اُٹھی ، فسادات پُھوٹ پڑے، گوداموں پر حملے کیے گئے، اور اگلی صبح مظاہرین نے شاہی محل کو نشانہ بنایا - اُس کے بعد ہجوم نے جاپانی سفارت کاروں پر حملہ کیا ، تاہم کچھ سفارت کار ، سروے کرنے والے فلائنگ فِش نامی ایک برطانوی بحری جہاز کے ذریعے نکلنے میں کامیاب ہوئے - جوابی اقدام کے طور پر ، جاپان نے چار جنگی جہاز اور ایک بٹالین فوج روانہ کی، تاکہ جاپانی مفادات کا تحفظ کیا جا سکے، اور تاوان طلب کیا جائے -

جاپانی حملے کو روکنے کیلئے چین نے بھی 4500 فوجی روانہ کیے - تاہم کشیدگی کا خاتمہ اُس وقت ہوا، جب ایک معاہدے کے تحت سازشیوں کو سزا اور مرنے والے جاپانیوں کے خاندانوں کو 500,000 ین دینے پر اتفاق ہوا - جاپان سے باقاعدہ معافی مانگی گئی، اُسے یہ اختیارحاصل ہوا، کہ وہ سئیول میں اپنے سفارتی عملے کے تحفظ کیلئے حفاظتی چوکیاں قائم کرے اور اپنے

سیکورٹی گارڈز متعین کرے -

دو سال بعد ، جاپان کے حمایتی اصلاح پسندوں نے ایک خونی بغاوت میں اقتدار پر قبضے کی کوشش کی ، لیکن چینی فوج کے جنرل Yuan Shikai کی مدد سے مخالف گروپ نے خون خرابہ کرتے ہوئے اصلاح پسندوں کو ناکام بنا دیا - اِس خونی بغاوت میں کئی لوگ زندگی گنوا بیٹھے - جاپان کو یہ چینی مداخلت ناگوار گزری، کیونکہ یہ چین کی جانب سے اُن کے اثر کو پنپنے سے روکنے کی ایک اور کوشش تصورکی گئی - اِسی جنرل پر یہ الزام بھی تھا ، کہ اُس کے ایجنٹوں نے 28 مارچ 1894 کو شنگھائی میں ، جاپان نواز کوریائی انقلابی رہنماء Kim Ok-kyun کو قتل کیا تھا -

تاریخ بتاتی ہے کہ بعد میں مقتول کی لاش ایک چینی بحری جہاز کے ذریعے کوریا لاکر دوسرے مخالفین کو عبرت دینے کیلئے سرعام رکھی گئی - جاپان کو یہ اقدام پسند نہیں آیا اور حالات میں مزید تناؤ اُس وقت پیدا ہوا جب چینی حکومت نے کوریا کے شہنشاہ کی درخواست پر Tonghak باغیوں کی سرکوبی کیلئے فوج بھیجنے کے فیصلے سے جاپان کو آگاہ کرتے ہوئے ،جنرل Yuan کی قیادت میں 2800 فوجی روانہ کیے - جاپان نے اِس بات کی مخالفت کی ، کہ یہ کنونش کی خلاف ورزی ہے، اور فوج کشی کردی - جاپان کے 8000 فوجیوں نے شہنشاہِ کوریا کو ہٹا کر 8 جون سنہ 1894 میں شاہی محل پر قبضہ کیا اور جاپان حمایتی گروپ کو اقتدار سونپا -

نئی حکومت نے چینی فوجیوں کو مُلک سے نکل جانے پر مجبور کیا ، اور اِسی دوران جاپان نے مزید افواج بھیج دیں - جاپان کی بروقت اور کامیاب کاروائی سے اِسے بالادستی حاصل ہوئی اور معاہدۂ Shimonoseki کے تحت ، کوریا کو چین سے آزادی ملی - جاپان کو تائیوان اور Pescadores کے جزیروں پر قبضہ کرنے اور منچوریا کے جنوبی سِرے پر بحری اڈہ بنانے کا اختیار مل گیا -

کئی مغربی ممالک کو جاپان کی بڑھتی ہوئی طاقت پر حیرانی ہورہی تھی - دوسری جانب روس کا شہنشاہ (زارِ روس) نکولس دوئم بھی منچوریا اور کوریا پر اقتصادی بالادستی حاصل کرنے پر کام کررہا تھا، اِس لیے موجودہ صورت حال ، سلطنتِ روس اور سلطنتِ جاپان میں رسہ کشی کا سبب بنی - دونوں قوتوں نے جزیرہ نماء Liaodong ، Mukden اور کوریا اور جاپان کے سمندری علاقوں کے آس پاس اور دریائے زرد میں ایک دوسرے کے خلاف کاروائیاں شروع کیں -

روس کی پالیسی تھی کہ وہ اپنی بحریہ اور بحری تجارت کی غرض سے بحرالکاہل تک رسائی کیلئے گرم پانیوں کی بندرگاہ حاصل کرلے، کیونکہ روس کی Vladivostok کی بندرگاہ ، صرف موسم گرما میں قابل استعمال تھی، جبکہ جزیرہ نماء لیودونگ کی بندرگاہ Port Arthur سارا سال کُھلی رہتی تھی - 30 جنوری 1902 کو جاپان نے برطانیہ کے ساتھ اِینگلو جاپانی اتحاد کا معاہدہ دستخط کیا - یہ ایک فوجی معاہدہ تھا ، جس سے روس اور جرمنی خطرہ محسوس کرنے لگے -

8 فروری 1904 کو جاپانی بحریہ نے کوریا کے ساحل کے نزدیک روسی جہازوں پر حملہ کردیا - پھر اُنہوں نے آرتھر بندرگاہ کا محاصرہ کیا اور بحرالکاہل میں واقع روسی بندرگاہ ولاڈی واسٹک کی ناکہ بندی کردی - یہی نہیں ، بلکہ جاپانی فوجوں نے کوریا اور منچوریا پر بھی یلغار کردی، تاکہ سائبیریا سے آنے والی روسی فوجوں کا راستہ روکا جاسکے - اِس ساری صورت حال میں چین بے بس تماشائی بنا رہا - روس نے اپنے بالٹک بحری بیڑے کو حرکت دی ، جو یورپ اور افریقہ سے گزرتا ہوا ایشیاء پہنچا، لیکن جاپانی بحری بیڑے نے پہلے سے اپنی حکمتِ عملی تیار کرلی ہوئی تھی ، اور روسی بیڑے کے آتے ہی حملہ کردیا، جس میں جاپان کو مکمل فتح نصیب ہوئی اور روس کے 40 بحری جہازوں میں سے صرف دو فرار ہونے میں کامیاب ہوئے -

ایک اندازے کے مطابق ، اِس جنگ میں جاپان کے 47 ہزار سے زیادہ ، روس کے لگ بھگ 70 ہزار اور چین کے تقریباً 20 افراد لقمہ اجل بنے - کہا جاتا ہے کہ اِس جنگ میں مجموعی طور پر تقریباً ایک لاکھ 30 ہزار افراد ہلاک ہوئے - امریکی صدر Theodore Roosevelt نے دونوں ممالک کے مابین Portsmouth کے امریکی بحری اڈے پر مذاکرات کا اہتمام کیا ، اور ثالث کا کردار ادا کیا ، جس کی بدولت 5 ستمبر 1905 کو ایک امن معاہدہ دستخط ہوا - معاہدے میں طے ہوا، کہ پورٹ آرتھر اور سخالین جزیرے کا آدھا جنوبی حصہ جاپان کے زیرِ قبضہ ہو، اور کوریا کو جاپان کی کٹھ پُتلی ریاست بنا دیا گیا- امریکی صدر کو اِن خدمات کے صِلے میں نوبل امن انعام سے بھی نوازا گیا -

روسی عوام بھی زارِ روس کی بدعنوانیوں سے بددِل ہوتے گئے اور سیاسی انتشار پھیلتا گیا - دہشت گردانہ حملے اور مزارعوں کے مظاہرے روز کا معمول بن گئے تھے، اور یوں انقلابِ روس کی راہ ہموار ہوتی گئی - جاپان میں بھی عوامی سطح پر اِس امن معاہدے پر اعتراض کیا گیا ، کیونکہ وہ اِسے مہنگی فتح تصور کرتے تھے اور مطالبہ یہ تھا کہ سخالین کا پورا علاقہ جاپان کے قبضے میں آنا چاہیے تھا -

جاپان اب ایشیاء میں ایک نئی مشرقی طاقت کے طور پر اُبھر رہا تھا، اور تجزیہ نگاروں نے اندازہ لگالیا تھا کہ اگر ایشیاء میں مغربی طاقتوں کو کوئی مُلک شکست سے دوچار کرسکتا ہے تو وہ جاپان ہی ہے - جاپان کے قومی وقار میں زبردست اضافہ ہوا-

چین اور روس کے خلاف فتوحات کے بعد ، جاپانی سامراجیت نے مزید علاقوں کی شمولیت کا رجحان اختیار کیا -

جنگ عظیم اول اور جاپان

(جاری ہے)